کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں

اگر کسی آدمی کا انتقال ہو جاتا ہے اور وہ اپنی ملکیت میں کافی نقدی اور زیورات چھوڑتا ہے، اور عاقل بالغ ورثا کئی سالوں تک اس مال میراث کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، جبکہ ہر وارث کے حصے میں نصاب زکوٰۃ سے زیادہ مالیت آتی ہے، ایسی صورتحال میں زکوٰۃ کے بارے میں شرعا کیا حکم ہے، جبکہ اس میں درج ذیل صورتیں پیش آسکتی ہیں:

۱)۔ مرحوم کے انتقال کے وقت تک مال اس کے قبضے اور تصرف میں ہو اور پھر انتقال کے بعد ورثاء کے مشترکہ قبضہ میں ہو، مراد یہ ہے کہ مورث نے کسی الماری میں رکھا ہو، اس کے انتقال کے بعد ورثاء نے باوجود علم کے باہمی رضامندی سے اس میں رکھا رہنے دیا ہو، کسی ایک وارث کا ذاتی قبضہ اس پر نہ ہو۔ اور اسی حالت میں زکوٰۃ ادا کیئے بغیر کئی سال گزر جائیں۔

۲)۔ مرحوم کے انتقال کے بعد ورثاء نے باہمی رضامندی سے کسی ایک وارث کی تحویل میں دیا ہو، جبکہ پہلے سے اس وارث کے قبضہ میں نہ ہو۔

۳)۔ مرحوم کے انتقال کے بعد سب ورثاء نے باہمی رضامندی سے مشترکہ کاروبار کیا ہو یا بعض ورثاء نے دیگر ورثاء کی رضامندی سے کاروبار کیا ہو۔

۴)۔ کسی وارث نے دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر کاروبار کیا ہو۔

۵)۔ مال میراث پر مرحوم کے انتقال کے بعد کسی وارث نے قبضہ کرلیا ہو اور اس نے دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر اس پر قبضہ کیا ہو، یا مالِ میراث مرحوم کی زندگی میں کسی وارث کے پاس ہو اور مرحوم کے انتقال کے بعد اسی وارث کے قبضہ میں ہو۔ اور تقسیم میراث میں تاخیر ہو جائے۔

۶) اور پر نمبر ۵ میں مذکور صورتوں کے مطابق مال میراث کسی وارث کے پاس تھا، ورثاء کی رضامندی سے شرعی تقسیم کا حساب کیا گیا، لیکن بعض ورثاء کو تقسیم کر کے دے دیا گیا اور بعض ورثاء کا حصہ تقسیم کر کے نہیں دیا گیا، بلکہ اس فرد کے پاس رہا، کافی عرصہ کے بعد باقی ورثاء کو ان کا حصہ تقسیم کر کے دیا گیا۔

۷)۔ مذکورہ بالا صورت میں اگر تمام ورثاء کے حصوں کا الگ الگ تقسیم کر کے تعین کر لیا گیا، لیکن بعض ورثاء کو دے دیا گیا اور بعض ورثاء نے خود مطالبہ نہیں کیا اور کافی عرصہ بعد ان کو ملا۔

ان تمام صورتوں سے متعلق دریافت یہ کرنا ہے کہ جس وارث کو مال میراث کئی سالوں کے بعد ملا ہے کیا اس کے ذمہ گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے یا نہیں؟

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دار ا...

مضمون سوال وجواب

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی

الجواب حامداً ومصلیاً

اولاً یہ جاننا ضروری ہے کہ مال میراث دین ضعیف ہے، اور دین ضعیف پر قبضہ سے پہلے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، لہذا اگر کسی وارث کا حصہ میراث اس کے قبضہ میں تاخیر سے آئے تو اس کے ذمہ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی واجب نہیں ہوگی۔ امداد المفتین (ص ۳۹۷) میں ہے کہ:

> جو دین کسی مال تجارت یا سونے چاندی کے عوض میں کسی شخص کے ذمہ واجب ہوا ہے جس کو دین قوی کہا جاتا ہے اس پر تو ایام ماضیہ کی زکوٰۃ واجب ہے اور جو ایسے مال کے عوض میں نہ ہو خواہ بالکل کسی چیز کا معاوضہ ہی نہ ہو جیسے حصہ میراث و وصیت یا معاوضہ ہو مگر مال کا معاوضہ نہ ہو جیسے دین مہر (اس کو اصطلاح میں دینِ ضعیف کہتے ہیں) اس میں ایامِ ماضیہ کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ (نیز ملاحظہ کیجئے عبارات: ۱ تا ۵)

سوال میں جو صورتیں ذکر کی گئی ہیں ان میں وارث کا قبضہ (خواہ وہ اصالۃً ہو یا نیابۃً ہو) جس وقت سے پایا جائے گا اس وقت سے اس وارث پر زکوٰۃ کا وجوب ہوگا۔ اب ذیل میں ان صورتوں کا حکم تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے:

﴿۱،۲،۳﴾...... ان تینوں صورتوں میں تمام ورثاء کا قبضہ پائے جانے کی وجہ سے ہر ایک وارث کے ذمہ اسکے اپنے حصہ پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ پہلی صورت میں جبکہ ورثاء نے باہمی رضامندی سے الماری میں مال میراث رکھا رہنے دیا ہو تو اس صورت میں ہر ایک وارث کا حکماً قبضہ سمجھا جائے گا، دوسری صورت میں ورثاء کی باہمی رضامندی سے کسی ایک وارث کا قبضہ کرنا سب کا قبضہ سمجھا جائے گا، اس طور پر کہ وارث کا اپنے حصہ پر اصالۃً قبضہ ہوگا اور بقیہ ورثاء کے حصوں پر نیابۃً قبضہ ہوگا۔ تیسری صورت میں جب تمام ورثاء باہمی رضامندی سے کاروبار کریں گے تو ہر ایک کا قبضہ اصالۃً ہوگا اور اگر بعض ورثاء دیگر ورثاء کی رضامندی سے کام کریں گے تو کاروبار کرنے والوں کا اپنے حصہ پر قبضہ اصالۃً اور دیگر ورثاء کے حصوں پر قبضہ نیابۃً ہوگا۔ (ملاحظہ کیجئے عبارات: ۶ تا ۱۵)

﴿۴﴾...... اس صورت میں اگر ورثاء نے اس وارث کو صراحۃً منع کیا ہو یا صراحۃً تو منع نہ کیا ہو لیکن اجازت بھی نہ دی ہو، نہ صراحۃً اور نہ دلالۃً، بلکہ اس کے خلاف پر قرائن موجود ہوں مثلاً ورثاء کا ناراضگی کا یا عدم اطمینان کا اظہار کرنا تو ایسی صورت میں بقیہ ورثاء کو اپنا حصہ ملنے پر ان کے ذمہ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ اس کاروبار کرنے والے وارث پر اپنے حصے کی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ (مذکورہ کاروبار سے حاصل ہونے والے نفع کی حلت و حرمت سے متعلق شرعی حکم فتویٰ نمبر: ۲/۱۰۷۲ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے)۔

اور اگر بقیہ ورثاء کی طرف سے دلالۃً اجازت ہو بایں طور کہ ان کو معلوم ہو کہ اس کاروبار میں ہمارا حصہ ہے اور باوجود قدرت کے وہ منع نہیں کرتے اور کاروبار کرنے والا بھی ان کو حصہ دار سمجھتا ہے تو ایسی صورت میں اس مال پر تمام

(جاری)

ورثاء کا قبضہ شمار ہوگا، کاروبار کرنے والے کا اپنے حصہ پر قبضہ اصالۃً ہوگا اور دوسرے ورثاء کے حصوں پر قبضہ نیابۃً ہوگا، لہٰذا اس صورت میں تمام ورثاء کے ذمہ اپنے حصے پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوگی۔

﴿۵﴾ مذکورہ دونوں صورتوں میں مال میراث جس وارث کے قبضہ میں ہوگا اس کے ذمہ اپنے حصہ پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہوگی اور بقیہ ورثاء نے اگر اس کو اپنے حصے پر قبضہ کی اجازت نہ دی ہو اور نہ قبضہ کرنے کے بعد اس کے پاس اپنا حصہ رکھنے پر رضامندی کا اظہار کیا ہو تو ان کے حصہ پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

﴿۶، ۷﴾ جن ورثاء کو ان کا حصہ تقسیم کر کے نہیں دیا گیا (خواہ ان کے حصوں کی الگ الگ تقسیم کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو) اگر انھوں نے اپنا حصہ مذکورہ وارث کے پاس رہنے دینے کا اظہار کر دیا ہو تو ایسی صورت میں اس وارث کا قبضہ ان کے قبضہ کے قائم مقام ہو جائے گا اور ان پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر انھوں نے اس کے پاس اپنا حصہ رکھنے پر رضامندی ظاہر نہ کی ہو، نہ ہی اس وارث نے بقیہ ورثاء اور ان کے حصوں کے درمیان تخلیہ کیا ہو اور نہ ہی ان کو ان کا حصہ دینے پر آمادگی کا اظہار کیا ہو تو ایسی صورت میں بقیہ ورثاء کے ذمہ ان کے حصہ پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ لیکن اگر اس وارث نے بقیہ ورثاء اور ان کے حصوں کے درمیان تخلیہ کر دیا ہو یا وہ ان کا حصہ دینے کے لئے تیار ہو اور ان سے کہہ دے کہ وہ اپنا حصہ وصول کر لیں تو اگر ورثاء اُس کی اِس آمادگی کے باوجود فی الحال اپنا حصہ نہیں لیتے تو یہ ان کی طرف سے اس بات کی دلالۃً اجازت ہوگی کہ ان کا حصہ میراث اس وارث کے قبضہ میں رہے، اس صورت میں وہ وارث ان کی طرف سے ان کے حصہ میں امین ہوگا اور اس کا قبضہ ان کے قبضہ کے قائم مقام ہو جائے گا، لہٰذا بقیہ ورثاء پر بھی اپنے حصہ میراث میں گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(۱)فی الفتاوی الهندية:(۱۷۶/۱)

وأما سائر الديون المقر بها فهي على ثلاث مراتب عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى ضعيف وهو كل دين ملكه بغير فعله لا بدلا عن شيء نحو الميراث أو بفعله لا بدلا عن شيء كالوصية أو بفعله بدلا عما ليس بمال كالمهر وبدل الخلع والصلح عن دم العمد والدية وبدل الكتابة لا زكاة فيه عنده حتى يقبض نصابا ويحول عليه الحول۔

(۲)وفي التاتار خانية: ۲۲۷/۲۰)

اما الدين الاضعف ما يملكه بغير فعل كالميراث والوصية فحكمه حكم الضعيف وهذا اذا لم يكن له مال سواه اما اذا كان له مال بلغ نصابا فبقدر ما اخذ قليلا او كثيرا يضم الى ما عنده ويزكي النصاب وماضم اليه جميعا لانه مستفاد الى ما عنده۔

(٣)وفي مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر :(٢٨٩/١)
وأما الدين الضعيف فهو ما وجب وملك لا بدلا عن شيء، وهو دين إما بغير فعله كالميراث أو بفعله كالوصية أو وجب بدلا عما ليس بمال دينا كالدية على العاقلة والمهر وبدل الخلع أو الصلح عن دم العمد وبدل الكتابة والحكم فيه أن لا تجب فيه الزكاة حتى يقبض المائتين ويحول عليه الحول عنده وقالا يزكي ما قبض منه مطلقا إلا الدية والأرش وبدل الكتابة۔

(٤)وفي النتف في الفتاوى :(ص ١١١)
واما الضعيف فهو مال غير بدل عن مال مثل مهر المرأة والصلح من دم العمد والسعاية والميراث والوصية ونحوها فهذا ليس عليه زكاة ما مضى فاذا خرج منه ما يكون نصابا ثم حال عليه الحول فعليه الزكاة۔

(٥)وفي المبسوط:(٤٣/٣)
قال : ولو أن رجلا ورث عن أبيه ألف درهم فأخذها بعد سنين فلا زكاة عليه لما مضى في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى الآخر وفي قولهما عليه الزكاة لما مضى ففي هذا الرواية جعل الموروث بمنزلة الدين الضعيف مثل الصداق وبدل الخلع وفي ذلك قولان لأبي حنيفة رحمه الله تعالى فكذلك في هذا وفي كتاب الزكاة جعل الموروث كالدين المتوسط عند أبي حنيفة رحمه الله وهو ثمن مال البذلة والمهنة فقال : إذا قبض نصابا كاملا بعد كمال الحول تلزمه الزكاة لما مضى وجه تلك الرواية أن الوارث يخلف المورث في ملكه وذلك الدين كان مال الزكاة في ملك المورث فكذلك في ملك الوارث ووجه هذه الرواية أن الملك في الميراث يثبت للوارث بغير عوض فيكون هذا بمنزلة ما يملك دينا عوضا عما ليس بمال وهو الصداق فلا يكون نصاب الزكاة حتى يقبض يوضحه أن الميراث صلة شرعية والصدقة للمرأة في معنى الصلة أيضا من وجه قال الله تعالى وآتوا النساء صدقاتهن نحلة أي عطية وما يستحق بطريق الصلة لا يتم فيه الملك قبل القبض فلا يكون نصاب الزكاة۔

كانت في يده أمانة أو مضمونة لأن قبض الأمانة ينوب عن مثله لا عن المضمون والمضمون ينوب عنهما والأصل أنه متى تجانس القبضان ناب أحدهما عن الآخر وإن اختلفا ناب الأقوى عن الأضعف دون العكس - والله تعالیٰ أعلم بالصواب

عبد الحفيظ حفظہ اللہ تعالیٰ

عبد المالک عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

الجواب صحیح

احقر علی ربانی

٢٠ ذو القعدہ ١٤٢٩ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

دار الافتاء و دار السلام کراچی

١٩-١١-١٤٢٩ھ

١٢-١١-١٤٢٩ھ

الجواب الصحیح

محمد تفضل علی عفی عنہ

٢٥/١١/١٤٢٩ھ

الجواب صحیح

٢٣-١١-١٤٢٩ھ

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ

٢٠/١١/١٤٢٩ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

سید حسین احمد

٢٥/١١/١٤٢٩ھ

الجواب صحیح

محمد عبد المنان عفی عنہ

٢٤/١١/١٤٢٩ھ

الجواب صحیح

محمد عبد اللہ عفی عنہ

٢٦-١١-١٤٢٩ھ

٢٤/١١/١٤٢٩ھ